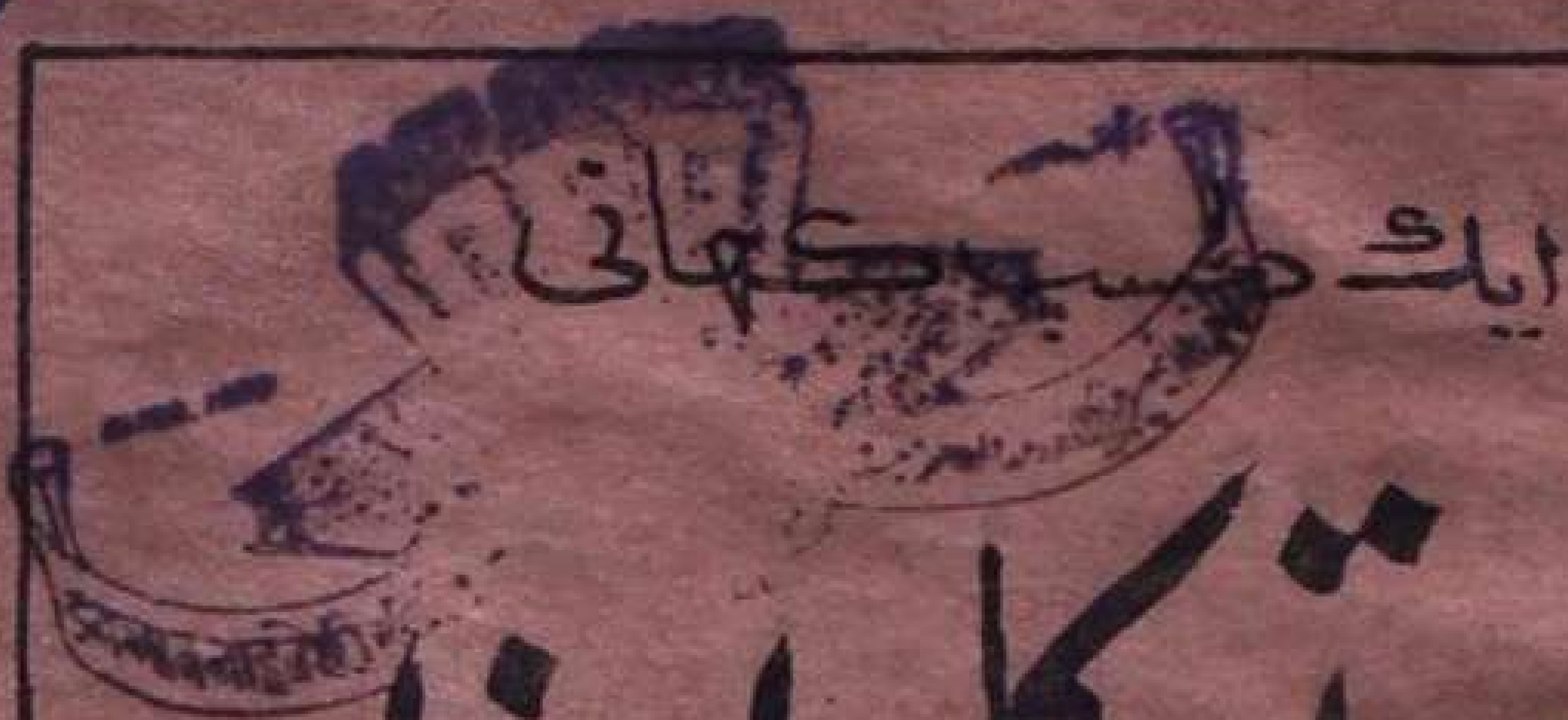
بھوتوں کا بادشاہ





ایک [illegible] کہانی

بھوتوں کا بادشاہ

ایم۔ ایس ناز

۔ ملنے کا پتہ ۔

سیفی بک ایجنسی

۱۱۔ امین بلڈنگ۔ ابراہیم رحمت اللہ روڈ۔ بمبئی ۴۰۰۰۰۳

کاتب: سید حسام الدین

ہزاروں برس پہلے کا ذکر ہے کسی ملک میں ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس کا ایک لڑکا تھا۔ اس کا نام خالد تھا۔ شہزادہ خالد ابھی بچہ ہی تھا کہ اس کی ماں بیمار ہو گئی اور بے چاری کے چہرے پر چیچک کے داغ نکل آئے۔ بادشاہ نے ملکہ کا بہتیرا علاج کرایا، مگر اُسے آرام نہ آیا۔ بالآخر اُس نے نجومیوں کو بلا کر ملکہ کی صحت کے بارے میں پُوچھا۔ نجومیوں نے جنم پتریوں کا حساب لگایا اور بادشاہ سے عرض کی کہ حضور، ملکہ صحت یاب ضرور ہو جائے گی، مگر اس کے خوب صورت چہرے پر سے چیچک کے داغ دُھل نہ سکیں گے پھر نجومیوں کے سردار نے کہا کہ ملکہ کو اس ملک سے دُور بھیج دیا جائے، کیونکہ اس کی یہ بیماری بادشاہ سلامت کو بھی لگ جائے گی۔

نجومیوں کے سردار کی یہ بات سُن کر بادشاہ نے ملکہ کو بُلایا اور اُس سے ساری بات صاف صاف کہہ دی۔ ملکہ یہ سُن کر بہت روئی۔ وہ بادشاہ سے بے حد محبت کرتی تھی۔ اس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ میں ملک بدر ہونے کو تیار ہوں، مگر میری ایک التجا ہے کہ میرے خالد کو مجھ سے جُدا نہ کیا جائے۔

بادشاہ، ملکہ کی التجا سُن کر تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔ پھر بولا: "اچھا ہمیں تمہاری یہ خواہش منظور ہے۔"

اس کے بعد ملکہ کو ہیرے جواہرات دئے اور ساتھ کے ملک میں جا کر خود چھوڑ آیا۔ واپس آنے سے پہلے بادشاہ نے ملکہ کو ایک غار دکھایا اس غار کے دروازے پر ایک بہت بڑا بھاری پتھر پڑا تھا۔ بادشاہ نے ملکہ سے کہا کہ جب شہزادہ خالد اس قابل ہو جائے کہ وہ اس پتھر کو غار کے منہ سے سرکا سکے تو اسے میرے پاس بھیج دینا۔ تاکہ میں اس کے ولی عہد ہونے کا اعلان کر دوں اور ہاں اس غار میں میرے مرحوم باپ کی کچھ نشانیاں پڑی ہیں، اُسے بھی شہزادہ ثبوت کے طور پر ہمراہ لیتا آئے۔

یہ کہہ کر بادشاہ نے ملکہ اور شہزادے کو وہیں چھوڑا اور اپنے ملک میں واپس آ گیا۔ یوں ملکہ اور شہزادہ اس ملک میں رہنے لگے، جہاں بادشاہ کا دوسرا بھائی حکومت کرتا تھا۔ بادشاہ نے ملکہ کو سختی سے ہدایت کی کہ وہ غار کے سامنے ہی اس بیابان میں رہے اور کسی کو یہ نہ بتائے کہ وہ کون ہے اور بادشاہ اُسے کیوں چھوڑ گیا ہے۔

بے چاری بیمار ملکہ مجبور ہو کر پردیس میں رہنے لگی۔ پہلے وہ ملکہ تھی اور اب ایک عام عورت کی طرح محلوں میں رہتے رہتے اُسے جھونپڑی میں زندگی کے دن گزارنے پڑ گئے۔ وہ اکثر سوچتی کہ دنیا کی بادشاہت بھی کیا چیز ہے۔ انسان سوچتا کچھ ہے اور ہوتا کچھ اور ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بادشاہ بنا دے اور جس کو چاہے فقیر اور

منگتا بنا دے۔ انسان کے اپنے اختیار میں کچھ نہیں۔

چیچک کی بیماری، ملکہ کو پرائے دیس میں لے آئی تھی۔ وہ بہت نیک ملکہ تھی۔ ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتی۔ پانچ وقت اپنی جھونپڑی کے سامنے مصلّیٰ بچھا کر نماز پڑھتی۔ اُسے اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی۔ وہ اسے ایک پل کے لیئے بھی اپنی آنکھوں سے جُدا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

شہزادہ خالد جوان ہو رہا تھا۔ جب وہ پُورے پندرہ سال کا ہو گیا تو ملکہ نے اُسے اپنے پاس بٹھایا۔ خالد کو جوان دیکھ کر ملکہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اُس کے دل میں ممتا کا جذبہ بے قرار تھا۔ ملکہ نے بیٹے کے سُرخ سُرخ گالوں کو بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

"خالد بیٹا۔ آج تمہارے امتحان کا وقت آ گیا ہے۔"

خالد کچھ نہ سمجھ سکا۔ اس نے ماں کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھا۔ ملکہ نے کہا۔ "بیٹا وہ جو تمہیں سامنے صنوبر کا ایک درخت نظر آ رہا ہے، اُس کے پیچھے ایک غار ہے۔ اُس غار کے مُنہ پر ایک بہت بھاری پتھر ہے تم اس پتھر کو سرکانے کی کوشش کرو۔"

ماں کی یہ بات سُن کر خالد کا تجسّس بڑھا۔ وہ بھاگا بھاگا غار کے قریب پہنچا اور پتھر کو سرکانے کی کوشش کی، مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

وہ مایوسی کے عالم میں ماں کے پاس لوٹ آیا اور کہنے لگا کہ

میں اس پتھر کو سرکانے میں ناکام رہا ہوں۔ ماں نے بیٹے کی ہمت بندھائی اور بولی۔ "کوئی بات نہیں۔ تم اس پتھر کو سرکانے کی کوشش کرتے رہو۔ ہمت کرے انسان تو کیا کچھ نہیں کر سکتا"

خالد کے ذہن میں ماں کی بات سما گئی۔ اس نے ورزش شروع کر دی اور چند ہی دنوں بعد وہ اپنی ماں سے کہنے لگا۔ "ماں میں سمجھتا ہوں کہ اب مجھ میں طاقت بڑھ گئی ہے اور میں غار کے پتھر کو سرکا سکتا ہوں"

ملکہ یہ سن کر خوش ہوئی اور کہا۔ "چلو ایک بار پھر قسمت آزمائی کر کے دیکھ لو" خالد اس جواب پر کمر بستہ ہو کر آگے بڑھا۔ ماں نے پیچھے سے آواز دی اور کہا۔ "دیکھو تو۔ غار کا پتھر اگر اپنی جگہ سے لڑھک جائے تو غار میں داخل ہو جانا اور وہاں سے جو کچھ ملے لے آنا"

اب تو خالد کے ارادے اور بھی مضبوط ہو گئے۔ اس کی ہمتیں جوان ہو گئیں۔ وہ یا علیؓ کا نعرہ لگاتے ہوئے آگے بڑھا اور ایک ہی جنبش سے غار کے پتھر کو سرکا کر پرے ڈھکیل دیا۔ اس کامیابی پر وہ بہت خوش تھا۔ اسی خوشی میں وہ غار میں داخل ہوا۔ دور کونے میں کوئی سنہری چیز چمک رہی تھی۔ خالد بالکل نہ گھبرایا اور آگے بڑھتا ہی چلا گیا۔ سنہری چیز کے قریب پہنچا، تو یہ ایک تلوار تھی۔ سونے کی تلوار۔

—

خالد نے اس تلوار کو اٹھا لیا اور اپنی ماں کے پاس آ گیا۔ وہ اپنی کامیابی پر بہت نازاں تھا۔ اس نے ماں کی خدمت میں تلوار پیش کی اور بڑھ کے ماں کے قدم لئے پھر اس نے ماں سے سوال کیا کہ یہ تلوار کس کی ہے۔

ماں تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہی اور پھر کہنے لگی۔ "بیٹا آج میں تم سے کوئی بات نہیں چھپاؤں گی۔ تم نے کئی بار اپنے باپ کا نام اور اس کا پتا پوچھا ہے۔ سو غور سے سنو آج میں تمہیں سب کچھ صحیح صحیح بتا دوں گی۔"

خالد ہمہ تن گوش ہو گیا اور اس کی ماں کہنے لگی۔ "اس تلوار کے متعلق تمہارے باپ نے مجھے بتایا تھا کہ یہ تمہارے دادا کی تلوار ہے جو بہت بہادر تھے۔"

خالد کی آنکھوں میں بہادری کی چمک پیدا ہو گئی۔ اس نے جلدی سے سوال کیا "ماں! میرا باپ اس وقت کہاں ہے۔؟"

ملکہ نے کہا "صبر کرو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتی ہوں اس کے بعد اس نے کہا کہ تمہارا باپ ساتھ کے ملک کا بادشاہ ہے۔ اس نے میری بیماری کی وجہ سے مجھے یہاں رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ جب بیٹا جوان ہو کر یہ تلوار حاصل کر لے، اسے میرے پاس بھیج دینا تاکہ میں اس کے ولی عہد ہونے کا اعلان کر دوں۔ اب تم اس قابل ہو گئے ہو کہ اپنے باپ کو ثبوت کے طور پر تلوار کی یہ نشانی پیش کر سکو۔"

اس کے بعد ملکہ نے کہا۔" اب تم جلدی جلدی اپنے باپ کے پاس جاؤ اور اُسے جا کر یہ خوشخبری سناؤ کہ تم نے غار کے پتھر کو ہٹا کر یہ تلوار حاصل کر لی ہے۔"

خالد نے ماں سے سوال کیا۔" آپ میرے ساتھ نہیں جائیں گی؟"

ماں نے افسردگی کے عالم میں کہا۔" نہیں بیٹا۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی، کیونکہ اب میرے چہرے پر چیچک کے داغ ہیں اور پھر سنا ہے کہ تمہارے باپ نے دوسری شادی بھی کر لی ہے۔" یہ سُن کر خالد چُپ ہو گیا اور اس نے ماں کے حکم کو مانتے ہوئے اکیلے ہی اپنے باپ کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا۔

شہزادہ خالد جب اپنے باپ کے ملک میں پہنچا، تو اس کے پاس سونے کی تلوار تھی۔ یہ تلوار اس نے کمر کے ساتھ باندھ رکھی تھی۔ بادشاہ کے محل کی طرف سیدھا جانے سے پہلے اس نے سوچا کہ کیوں نہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کر لیا جائے کہ بادشاہ فوراً سمجھ جائے کہ میں ہی اس کا بہادر بیٹا ہوں۔ خالد کا خیال تھا کہ سونے کی تلوار کی بات کو تو سولہ سترہ سال ہو گئے ہیں، ہو سکتا ہے بادشاہ اسے بھول چکا ہو۔ بس یہ خیال آتے ہی شہزادے نے جنگل کے ایک گوشے میں رات گزارنے کا ارادہ کر لیا۔

جنگل سے کچھ فاصلے پر شہزادے کو ایک غار نظر آئی۔ باہر کافی سردی تھی۔ شہزادے نے سردی سے بچنے کے لئے غار کے پتھر کو ایک

طرف لڑھکا دیا اور اس میں داخل ہو گیا۔ ابھی اُسے نیند بھی نہ آئی تھی کہ غار میں خوفناک قہقہوں کی آوازیں سنائی دیں۔ پھر ایک کالے رنگ کا خونخوار جن اپنی زبان کو اپنے بدصورت ہونٹوں پر پھیرتا ہوا شہزادے کی طرف دھما دھم چلا آیا۔ شہزادے نے ہمت نہ ہاری۔ فوراً اپنی سونے کی تلوار میان سے نکالی اور پہلے ہی جھٹکے میں جن کا کام تمام کر دیا۔

ابھی جن اوندھے منہ زمین پر گرا ہی تھا کہ شہزادہ خالد کو عجیب و غریب قسم کی سیٹیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ حیرت سے اردگرد دیکھنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں بھوتوں اور بونوں کی ایک ٹولی جن کی لاش کے چاروں طرف ہار بنا کر ناچ رہی تھی۔ یہ بھوت اور بونے آج بہت خوش تھے۔ کیونکہ اس خونخوار کالے جن نے انھیں کئی برسوں سے قید کر رکھا تھا۔

جن کو مرا ہوا دیکھ کر ایک شرارتی بونا اس کی توند پر چڑھ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔ "دوستو! ہمارے لئے یہ خوشی کی بات ہے کہ آج سے ہم آزاد ہیں۔ ظالم جن اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔ ہمیں اس بہادر نوجوان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جس نے ہمیں خونخوار جن کے ظلم سے نجات دلائی۔"

اس کے بعد سارے بھوت اور بونے شہزادے کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور آداب بجا لائے۔ شہزادہ مسکرایا اور کہا

"یہ میرا فرض تھا کہ اس کمینے اور بدصورت جن کو عبرت ناک سزا دوں۔ وہ مر چکا ہے۔ اور اب تم آزاد ہو"

شہزادے کی زبان سے پُر مسرت الفاظ سُن کر بھوتوں اور بونوں نے اسے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور نعرے لگاتے ہوئے غار میں آگے کو چل دیئے۔ غار میں چلتے چلتے کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد شہزادے کو ایک بستی نظر آئی۔ اس بستی کے چھوٹے چھوٹے مکان تھے۔ ہر مکان پر بھوتوں اور بونوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ بھوتوں اور بونوں نے یہاں پہنچ کر شہزادے کو کندھوں سے اُتار لیا۔ سامنے ایک تخت پڑا تھا۔ بھوتوں اور بونوں نے شہزادے سے درخواست کی کہ وہ اس تخت پر رونق افروز ہو۔

خالد نے بھوتوں اور بونوں کی بات مان لی اور تخت پر بیٹھ گیا۔ اسی دوران ایک بھوت نے زور سے تالی بجائی تو آسمان سے نیلے پیلے رنگ کا لباس پہنے ہوئے پریاں قطار در قطار شہزادے کے اردگرد آ کر کھڑی ہو گئیں۔ پھر اُسی بھوت نے دوبارہ تالی بجائی تو ایک پالکی نمودار ہوئی۔ اس پالکی میں پریوں کی ملکہ بیٹھی ہوئی تھی۔ پریوں کی ملکہ بھوتوں اور بونوں کو زندہ سلامت دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ بھوتوں اور بونوں نے ملکہ کو بتایا کہ اس بہادر شہزادے نے کالے خونخوار جن کو موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے۔

پریوں کی ملکہ نے بھی شہزادے کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ ظالم جن میرے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی پیش کش کو ٹھکرا دیا، تو اس نے زبردستی میری ساری رعایا کو قیدی بنا لیا اور اسے اپنے ساتھ غار کے آخری حصے میں لے گیا۔

پھر پریوں کی ملکہ نے شہزادے سے کہا۔ "یہ بھوت اور بونے ہی اس بستی کی رعایا ہیں۔ انھوں نے مجھے ملکہ چن رکھا ہے۔"

اتنا کہہ کر ملکہ نے اپنے سر سے تاج اُتارا اور شہزادے کے سر پر رکھ دیا۔ بھوتوں اور بونوں نے خوشی سے تالیاں بجائیں اور ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں

"بھوتوں کا بادشاہ۔ زندہ باد۔"

شہزادہ خالد نے اس بادشاہت کو قبول کر لیا۔ وہ چند روز تک بھوتوں کی بستی میں رہا۔ ملکہ روزانہ اس کے لئے نئے نئے کھانے پکاتی۔ آخر ایک شام شہزادے نے پریوں کی ملکہ سے کہا کہ میں ایک مہم سر کرنے کے لیئے اس ملک میں آیا ہوا ہوں۔ مجھے ابھی جانا ہے اور میں جلد ہی واپس آجاؤں گا۔

پریوں کی ملکہ نے شہزادے کو بخوشی اجازت دے دی جانے سے پہلے اس نے شہزادے کو اپنی انگوٹھی دی اور کہا۔ "جہاں کہیں تمہیں مشکل در پیش ہو۔ اس انگوٹھی کے نگینے کو تین بار فضا میں آسمان کی طرف دیکھ کر لہرانا، میں حاضر ہو جاؤں گی۔"

شہزادے نے پریوں کی ملکہ کا شکریہ ادا کیا اور بھوتوں اور بونوں سے اجازت لے کر چل پڑا۔ اب اس کی منزل بادشاہ کا محل تھی جہاں اُس نے اپنے باپ کو سونے کی تلوار پیش کرنا تھی۔ غار سے نکل کر شہزادہ پہاڑی علاقہ میں آ گیا۔ یہ ایک سبز وادی تھی، جہاں ہر طرف خوب صورت باغات تھے۔ ٹھنڈے پانی کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ شہزادے نے وادی کے ارد گرد دیکھا تو وہاں کوئی آدم زاد نہ تھا شہزادہ حیران تھا کہ ایسی زرخیز اور خوب صورت وادی میں کوئی انسان کیوں نہیں ہے۔ وہ سارا دن اس وادی کی سیر کرتا رہا۔ شام اس نے جنگلی پھل کھا کر گزارہ کیا اور وہیں ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سو گیا۔ ابھی اس کی آنکھ بھی نہ لگنے پائی تھی کہ ہر طرف سے خوفناک آوازیں سنائی دینے لگیں۔ شہزادہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور آنکھیں مل کر ارد گرد دیکھنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں اسے آنکھوں کو چندھیا دینے والی روشنی نظر آئی اور قریب آتے ہی اس روشنی میں ایک بھیانک اور بدصورت جادوگر نظر آنے لگا۔

شہزادہ سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔ جادوگر نے گرجدار آواز میں کہا۔ "او بے وقوف لڑکے تمہیں اس وادی میں آنے کی جرأت کیسے ہوئی؟" خالد اس سوال پر خاموش رہا۔ جادوگر پھر گرجا۔ "اب میں تجھے تیری غلطی کا خوب مزا چکھاؤں گا۔ تیری موت تیرے سر پہ منڈلا رہی ہے۔ تیار ہو جا۔" شہزادہ جادوگر کی یہ باتیں سن کر ہنس دیا

اور کہنے لگا۔ "اے جادوگر، اپنے جادو پر اتنا گھمنڈ نہ کر۔ میری موت تیرے ہاتھ میں نہیں، صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے موت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے زندگی دیتا ہے۔"

شہزادے کی زبان سے یہ الفاظ سُن کر جادوگر طیش میں آگیا اور ابھی اپنا وار کرنے ہی والا تھا کہ اس کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔

ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ جادوگر اپنا باز جس کو وہ دشمن پر چھوڑ دیتا تھا، اپنے محل میں ہی بھول آیا تھا۔ ادھر شہزادے کے ہاتھ میں سنہری تلوار چمک رہی تھی۔ تلوار کی چمک کو دیکھ کر جادوگر بھاگ کھڑا ہوا اور شہزادہ قہقہے لگاتا ہوا اس سبزوادی سے نکل آیا۔

شہزادے نے جلدی جلدی قدم اٹھائے اور اس ملک کی حد میں داخل ہو گیا، جس کا بادشاہ اس کا باپ تھا اور جس کا وہ خود ولی عہد بننے والا تھا۔ شاہی محل سرحد سے کوئی زیادہ دُور نہیں تھا۔ شہزادہ خالد فوراً محل میں پہنچا اور دربانوں سے کہا کہ بادشاہ سے کہو میں ملنے آیا ہوں۔

دربانوں نے سوال کیا "تم کون ہو اور بادشاہ سے کیوں ملنا چاہتے ہو۔"

شہزادے نے جواب دیا "بس تم بادشاہ سے کہو ایک بہادر نوجوان تم سے ملنا چاہتا ہے۔" "پھر بھی تم کون ہو؟" ایک درباری نے وضاحت چاہی۔ شہزادے نے کہا "اچھا تو کہہ دو کہ بھوتوں کا بادشاہ ملاقات

کے لئے آیا ہے۔" یہ سن کر سب درباری ہنس پڑے۔ اتنے میں محل کی بالکونی سے بادشاہ کی نظر شہزادے پر پڑ گئی۔ اس نے دربانوں کو حکم دیا کہ اس نوجوان کو ہمارے حضور پیش کیا جائے۔

خالد نے بادشاہ کے سامنے پیش ہوتے ہی سنہری تلوار میان سے نکال لی۔ شہزادے کا خیال تھا کہ بادشاہ سولہ سترہ سال پہلے کی بات کو بھول چکا ہوگا۔ یہ خیال غلط نکلا۔ اس نے فوراً اپنے بیٹے کو پہچان لیا اور اس کے گلے سے لپٹ گیا۔ دونوں باپ بیٹے ایک طویل عرصہ جدا رہنے کے بعد جی بھر کر روئے۔ دوسرے دن ہی بادشاہ نے خالد کے ولی عہد ہونے کا اعلان کر دیا رعایا نے جب یہ سنا کہ ان کا ولی عہد بہت بہادر اور طاقت ور ہے تو وہ بڑے خوش ہوئے۔

شہزادہ خالد کے سوتیلے بھائیوں کو جب خالد کے ولی عہد ہونے کی خبر ملی تو وہ دوسرے ملکوں سے فوراً چلے آئے اور انھوں نے اپنی تعلیم کو بھی ادھورا چھوڑ دیا۔ بادشاہ کو جب ان کے آنے کی اطلاع ملی تو اس نے حالات کو دیکھتے ہوئے ان بیٹوں کو قیدی بنا لینے کا حکم دے دیا۔ کیونکہ وہ بغاوت پر آمادہ تھے اور سرِ عام بادشاہ کے خلاف باتیں کر رہے تھے۔ ادھر خالد بڑے آرام کی زندگی گزار رہا تھا۔ ایک دن خلافِ معمول اس نے دیکھا کہ ساری رعایا نے ماتمی لباس

پہنا ہوا ہے، دکانیں بند ہیں اور کوئی شخص ڈر اور خوف کی وجہ سے نہیں نکل رہا ہے۔ شہزادہ خالد اس سنسان اور ویران ماحول کو دیکھ کر محل سے باہر نکل آیا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ انھوں نے کالے کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ اس ملک کی سرسبز وادی کا مالک ایک جادوگر ہے، وہ ہر سال چاندرات کو خونخوار اژدہے کی شکل میں آتا ہے اور سات بچوں کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔ اسی لئے ہر طرف اداسی اور خوف کے سائے منڈلا رہے ہیں۔

شہزادہ خالد نے جب یہ بات سنی تو اس نے پریوں کی ملکہ کی انگوٹھی کو نکالا اور اس کے نگینے کو فضا میں تین بار لہراتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا۔ اسی اثنا میں پریوں کی ملکہ پالکی میں بیٹھی ہوئی شہزادے کے سامنے آگئی۔ شہزادہ کچھ پریشان تھا۔ ملکہ نے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں اس جادوگر کو موت کے گھاٹ اتار دینا چاہتا ہوں۔ جو چند ماہ پہلے میری سنہری تلوار کے وار سے بچ گیا ہے۔

پریوں کی ملکہ جادوگر کے متعلق سن کر تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہی اور پھر بولی "شہزادے جادوگر کا مقابلہ کرنا اتنا آسان نہیں لیکن تم ہمت نہ ہارو۔ میں اس جادوگر کو اچھی طرح سے جانتی ہوں یہ میرے دادا کا شاگرد رہا ہے اور اب یہ ظالم میری جان کا بھی دشمن ہے۔ میں اصل میں یونان کے بادشاہ کی بیٹی ہوں۔ اس جادوگر نے مجھے بھوتوں کی بستی میں قید کر رکھا ہے۔ یہ وہی بھوتوں کی بستی ہے جس کے محافظ جن کو تم نے پچھاڑ دیا تھا اور

جس کے تم اب بادشاہ ہو۔" اتنا کہنے کے بعد پریوں کی ملکہ نے شہزادے کو سفید گلاب کا ایک پھول دیا اور کہا کہ جس وقت جادوگر سامنے آئے تم یہ پھول سونگھ لینا۔ اس کی خوشبو سے تم تو جادوگر کو دیکھ سکو گے مگر وہ تمہیں نہیں دیکھ سکے گا۔ اس کے بعد تم وادی کے آخری حصّے میں پہنچ جانا۔ یہاں ایک ٹنڈ منڈ درخت ہے جس کے اردگرد تمہیں ایک کالے رنگ کا خرگوش بھاگتا ہوا نظر آئے گا۔ اس خرگوش میں جادوگر کی جان ہے۔" شہزادے نے کہا، "اچھی ملکہ میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ سرسبز وادی میں پہنچ گیا۔ جادوگر اسے دیکھتے ہی ہنسا اور بولا۔ "اب تو مجھ سے بچ کر نہیں جا سکے گا۔ میں دیکھوں گا کہ تیری موت میرے قبضے میں ہے یا کسی اور کے۔" ابھی جادوگر اپنا باز چھوڑنے ہی والا تھا کہ شہزادہ بھی سفید گلاب کے پھول کو ادھر ادھر ڈھونڈنے لگا۔ مگر شہزادہ تو وادی کے آخری حصّے میں پہنچ چکا تھا اور ٹنڈ منڈ درخت کو تلاش کر رہا تھا۔ یکایک اس کی نظر ایک خرگوش پر پڑی۔ یہ کالے رنگ کا خرگوش تھا جو ایک ٹنڈ منڈ درخت کے اردگرد کھیل رہا تھا۔

شہزادے کو دیکھ کر خرگوش نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن شہزادے نے اسے فوراً دبوچ لیا اور اس کی گردن مروڑ دی۔ اِدھر اس نے خرگوش کا سر کاٹا، اُدھر جادوگر کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ جادوگر کے مرتے ہی بہت سے بھوت اور بونے خدا جانے وادی میں کہاں سے آ گئے۔ انھوں نے خالد کو کندھوں پر اٹھا لیا۔ یہ بھوت اور بونے بھی اس جادوگر نے قید کر رکھے تھے اور ان کے ذریعے وہ

لوگوں کو تنگ کیا کرتا تھا۔ شہزادے نے جادوگر کے سر کو اپنی سنہری تلوار میں پرو لیا اور اسے لے کر اپنے ملک واپس آ گیا۔ جہاں رعایا اس کی منتظر تھی۔ لوگوں نے جادوگر کا سر دیکھا تو خوشی سے اچھل پڑے۔ شہزادہ خالد کی بہادری کی تعریف کی۔ رات کو سارے ملک میں چراغاں کیا گیا اور شہزادے کے ولی عہد ہونے کا ایک بار پھر جشن منایا گیا۔ خالد کے سوتیلے بھائیوں نے جب اپنے بھائی کی بہادری کا یہ قصہ سنا تو انھوں نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی اور بادشاہ سے کہا کہ وہ خالد کو اس ملک کا ولی عہد تسلیم کرتے ہیں۔ ابھی شہزادے کے ولی عہد ہونے کا جشن ختم بھی نہ ہوا تھا کہ بھوتوں کی ایک فوج محل میں وارد ہوئی۔ انھوں نے خالد کو مبارک باد دی اور کہا کہ سرسبز وادی کے سارے بھوت اور بو نے بھی اسے اپنا بادشاہ مانتے ہیں۔ شہزادہ خالد آج بہت خوش تھا۔ مگر اس کی نظریں کسی اور کو تلاش کر رہی تھیں۔ اس نے فضا میں تین بار انگوٹھی کے نگینے کو لہرایا اور آسمان کی جانب دیکھا تو پریوں کی ملکہ آن موجود ہوئی۔ اس نے بھی شہزادے کو ولی عہد بننے پر مبارک باد دی۔ بادشاہ نے دیکھا کہ پریوں کی ملکہ بہت حسین ہے تو اس نے خالد کی شادی اس سے کر دی۔ چند ہی دنوں بعد شہزادہ خالد کی ماں بھی انھیں آن ملی۔ اب وہ بھی بیماری سے مکمل صحت یاب ہو چکی تھی۔ یوں بادشاہ، ملکہ، شہزادہ خالد اور پریوں کی ملکہ ہنسی خوشی رہنے لگے۔ بادشاہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا۔ کچھ مدت بعد اس نے تخت و تاج خالد کے سپرد کیا اور باقی عمر اللہ کی یاد میں گزار دی۔

— ختم شد —

شہزادہ جالوت

دُم کٹے گھوڑے کا سوداگر

چار اندھے

دوستی کا پھل

سمندر کی آواز

کالے جنگل سے فرار